Lesson 7: At-Tawbah (Ayaat 75- 93): Day 24 سُوۡرَۃُ التّوبَۃ کی تفسیر

سبق کا بنیادی موضوع؛ مجبوریوں نے روکا نہیں۔

جنگِ تبوک کے موقع پر کچھ گروہ سامنے آئے۔ آج اُن کا ذِکر ہو گا۔

پھر کچھ لوگ نیکیوں کے دعوے تو بہت کرتے ہیں لیکن جب موقع ملتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتے ہیں۔

آج کے سبق سے ہمیں اُن لوگوں کا ذِکر ملتا ہے جنہوں نے ہر حال میں اللہ اور رسولؐ کے حکم پر لبیک کہا۔ اطاعت اور وفاشعاری کر کے دکھا دی۔

ایسے لوگوں کی مثالیں دکھا دی گئیں۔ ورنہ شائد کل قیامت کے دن ہم میں سے بعض لوگ یہ کہہ دیتے کہ یا اللہ میں بہت کچھ کرنا چاہتی تھی لیکن فلاں مجبوری نے مجھے روک دیا۔

ایک ایسا گروہ بھی دیکھیں گے جو خود تو کچھ کرتے نہیں لیکن دوسروں کو بھی نہیں کرنے دیتے۔ وہ اسلام کے خلاف کوششیں کرتے ہیں۔ مسلمانوں کا مذاق اُڑاتے ہیں۔

عبد اللہ بن ابی جیسے منافق کے بارے میں پڑھیں گے کہ اُس کا کیا انجام ہوا۔ اور کیا غیر مسلموں کے لئے دعا کی جا سکتی ہے؟

کچھ لوگ ہر وقت مزہ اور تفریح کرنا چاہتے ہیں۔

کچھ لوگ نیکی کا کام بہت خلوص سے اللہ اور رسولؐ کی رضا کے لئے کرنا چاہتے تھے لیکن کر نہ سکے تو اللہ کیسے اُن کو بھی اَجر عطا کر دیتا ہے۔

منافقین نے کچھ کفریہ کلمات کہے۔ توہینِ رسالت کے مرتکب ہوئے۔ اللہ کے نبی ﷺ کے قتل کی سازش کی۔ اسلام کے جھنڈے کو گرانے کی کوشش کی۔

وہ اپنے کسی مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے۔ ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بھی بتا دیا کہ کیسے رسول اللہ کے مدینہ آنے کے بعد مدینہ ایک سرسبز و شاداب وادی بن گئی اور مدینہ والے غنی ہو گئے تو اب اللہ اور نبی ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے ہیں۔

وَمِنْهُمْ مَّنْ عٰهَدَ اللّٰهَ لَئِنْ اٰتٰىنَا مِنْ فَضْلِهٖ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُوْنَنَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۷۵﴾

ان میں سے بعض ایسے بھی ہیں جنہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا کہ اگر اس نے اپنے فضل سے ہم کو نوازا تو ہم خیرات کریں گے اور صالح بن کر رہیں گے ﴿۷۵﴾

کچھ مفسرین کہتے ہیں یہاں اس سے مراد ثعلبہ بن حاطب انصاری ہے۔ لیکن نام کوئی بھی ہو۔ ہم یہی سوچیں کہ یہ بھی ایک کردار تھا۔ ہم نے اس روایت سے سبق سیکھنا ہے۔ کہ کیا ہم تو ایسے نہیں ہیں؟

کچھ لوگ اللہ سے دعا کرتے ہیں اور پھر جب اللہ انہیں غنی کر دیتا ہے تو کنجوس بن جاتے ہیں۔

فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿۷۶﴾ مگر جب اللہ نے اپنے فضل سے ان کو دولت مند کر دیا تو وہ بخل پر اتر آئے اور اپنے عہد سے ایسے پھرے کہ انہیں اس کی پرواتک نہیں ہے ﴿۷۶﴾

جو انہوں نے کہا وہ وعدہ پورا نہ کیا۔ پھر اس سے کیا نقصان ہوا؟

اللہ سے وعدہ کر کے مکر گئے؛ پھر کیا سزا ملتی ہے؟

فَاَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿۷۷﴾ نتیجہ یہ نکلا کہ ان کی اِس بدعہدی کی وجہ سے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کی، اور اس جھوٹ کی وجہ سے جو وہ بولتے رہے، اللہ نے ان کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا جو اس کے حضور ان کی پیشی کے دن تک ان کا پیچھا نہ چھوڑے گا ﴿۷۷﴾

انہوں نے وعدہ توڑا۔ جھوٹ بولا۔ اللہ نے اُن کے دلوں میں نفاق بٹھا دیا۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۷۸﴾

کیا یہ لوگ جانتے نہیں ہیں کہ اللہ کو ان کے مخفی راز اور ان کی پوشیدہ سرگوشیاں تک معلوم ہیں اور وہ تمام غیب کی باتوں سے پوری طرح باخبر ہے؟ ﴿۷۸﴾

ایک ایسا کردار ہے جس کو قریب پڑی نیکیاں نظر نہیں آتیں وہ دُور والی نیکیاں کرنا چاہتے ہیں۔

چھوٹی نیکیاں تو کرتے نہیں اور بڑی بڑی نیکیوں کے بس خواب ہی دیکھتے ہیں۔ عام حالات میں نماز بھی نہیں پڑھتے اور بیت اللہ کے طواف کرنا چاہتے ہیں۔

اللہ کے نبیؐ کی سنتوں پر عمل نہیں کرتے۔ لیکن مسجدِ نبوی جا کر روضے کی جالی کو چومنا چاہتے ہیں۔

اس کی مثال ایک ایسے شخص جیسی ہے جس کی قریب کی نظر کمزور ہے، جس کو اپنے قریب کچھ نظر نہیں آتا۔ جس کے سامنے نیکیوں کے کئی مواقع ہیں۔ جو کئی نیکیاں کر کے اللہ کو راضی کر سکتا ہے۔

اب ایسا شخص اپنے چوبیس گھنٹوں کو اگر اللہ اور رسولؐ کے احکامات کے مطابق نہیں گزارتا ہے تو وہ نیکیوں کے مواقع ضائع کر دیتا ہے۔ اب چاہے اُس کو ایک ہفتہ بھی دے دیا جائے تو وہ اُسے بھی ضائع کر دیتا ہے۔

یاد رکھیں کہ یہ منافق کا ذِکر ہے۔

اَب سوچیں کہ ہم نے آج تک کتنے وعدے کیئے؟

خاص طور پر جب کوئی غم یا مشکل آتی ہے تو ہم رُو رُو کر دعائیں کرتے ہیں۔ جب مصیبت دُور ہو جاتی ہے تو پھر اللہ کی نافرمانی تو شروع نہیں کر دیتے؟

ہم حج یا عُمرے پر جا کر خانہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر کیا وعدے کرتے ہیں؟

واپس آکر کوئی ایسا کام تو نہیں کرتے جو اللہ کو ناپسند ہو؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ طواف کرتے وقت تو ہم کہتے ہیں کہ یا اللہ ان صلاتی و نسکی و محیای و مماتی، صرف تیرے لئے ہے۔ لیکن واپس آکر دنیاداری میں اللہ کو بھلا تو نہیں دیتے؟

پھر جب کسی کے اولاد نہیں ہوتی تو کونسے وعدے کرتے ہیں۔ جب اللہ اولاد دیتا ہے تو پھر سب وعدے بھول جاتے ہیں؟

یاد رہے کہ کیسے مکہ والوں نے صلح حدیبیہ کی تھی۔ اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کرامؓ کو عمرہ نہیں کرنے دیا۔

وعدے کر لئے۔ لیکن پھر وعدے سے مُکر گئے، شرائط توڑ دیں۔

پھر مکہ فتح کر لیا گیا۔ آپ خود سوچیں اگر وہ معاہدہ نہ توڑتے تو کیا فتح مکہ اتنی جلدی ہو جاتا؟

کئی لوگ رشتے کر کے توڑ دیتے ہیں۔ اچھے رشتے کے لالچ میں منگنی توڑ دیتے ہیں۔

مثال؛ اگر مجھے دس ہزار پاؤنڈز ملیں تو میں کہاں خرچ کروں گی؟

کیا اللہ کی راہ میں خرچ کروں گی؟ غریب بچیوں کی شادیاں کر دوں گی؟ علم حاصل کرنے پر لگا دوں گی؟ اگر آج میرے پاس سو پاؤنڈز ہیں تو کہاں خرچ کرتی ہوں؟

اگر آپ سو میں سے خرچ نہیں کرتیں تو کل ہزار میں سے بھی نہیں کریں گی۔ مال جتنا بڑھتا ہے اُتنا ہی لالچ بڑھ جاتا ہے۔

مال کے ساتھ ایک عجیب معاملہ ہے۔ اس کو عام زبان میں کولیسٹرول سمجھ لیں۔ جتنی توانائی زیادہ کھائیں گے تو وہ اگر خرچ نہ کی جائے تو وہ جسم میں چربی کی صورت میں جم جاتا ہے۔ پھر جسم تھکنے لگتا ہے۔ انسان سُست ہو جاتا ہے۔ نیند ٹھیک نہیں آئے گی۔ کھانا ہضم نہیں ہوتا۔

مال بھی ایسے ہی ہے۔ جب پاس ہو بھی تو خرچ کرنے والے کم ہی ہوتے ہیں۔

اللہ کے دین پر پیسے والے نہیں دِل والے خرچ کرتے ہیں۔

تبوک کا موقع اسلام کی جان بچانے کا موقع تھا۔ لوگوں نے کیسی کیسی قربانیاں دیں۔ مخلص دیندار سامنے آ گئے۔ ایک غریب صحابی نے ساری رات یہودی کا کنواں چلایا اور جو مٹھی بھر کھجوریں ملیں وہ

بھی تبوک کی جنگ کے لئے دے دیں۔ ایک عورت نے گود کا بچہ دے دیا کہ یارسولؐ اللہ جب دشمن کے تیر آپؐ کی طرف آئیں تو میرے بچے کو سامنے کر دیجئے گا۔ تاکہ تیر آپؐ تک نہ پہنچیں۔

ہم میں سے اگر کوئی ابھی تک عملی طور پر دین کے راستے پر نہیں چلا اُن کو یہ بات سمجھ نہیں آئے گی۔

مثال۔ جیسے اگر گھر بیٹھ کر ڈرائیونگ کے سارے قوانین اور اُصول وضوابط پڑھ لیں۔ سب کچھ سمجھ آجائے۔ لیکن جیسے ہی گاڑی چلاتے ہیں تو عملی طور پر بہت مختلف کام ہے۔ ایک دَم کوئی گاڑی سامنے آجائے تو سب قوانین بھول جاتے ہیں۔

کھانے پکانے کی ترکیبوں کو کتاب میں پڑھنا اور بات ہے لیکن جب کچھ پکانے لگیں تو ہی صحیح سمجھ آتی ہے۔

اللہ کے دین کو پھیلانا، اللہ کے دین کی خدمت کرنا ایک الگ ہی بات ہے۔

غزوۂ تبوک گرمیوں میں ہوئی تھی۔ فصلیں تیار تھیں۔ لوگ سب کچھ چھوڑ کر اللہ کے حکم پر اللہ کے نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ چل پڑے تھے۔

اگر مجھے تبوک کے سفر پر جانا پڑتا تو میں کیا کرتی؟

اللہ کے نبیؐ اور صحابہ کرامؓ پچاس دِن کے لئے گئے تھے۔ گرمی کا لمبا سفر۔ کم کھانا اور پیدل کا سفر۔

یہ وہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین۔ اللہ جن سے راضی ہو گیا اور وہ اللہ سے راضی ہو گئے۔

اُن کے پاس نہ کھانا، نہ پانی، پیدل۔ وہ صرف دین کے غلبے کے لئے نکلے تھے۔

وہ نہ موت سے ڈرے، نہ قتال سے۔

ہم کتنا کھاتے ہیں؟ ہم کیسے کپڑے ساتھ لے کر جاتے ہیں؟ ہمارے سفر کتنے آرام دہ ہیں؟

ہماری دین کی محبتیں کیسی ہیں؟

الحمدللہ ہمیں نماز اور قرآن بھی مل گیا۔ ہمیں مال اور گھر بھی مل گئے۔ بچے بھی مل گئے۔

الحمدللہ ہم اللہ کی نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے ہیں۔ اب آپ اللہ سے صحابہ کرامؓ جیسی دین کی محبت مانگیں۔ اللہ کو راضی کرنے والی تڑپ مانگیں۔ دین اسلام کو پھیلانے والا شوق مانگیں۔

آپ یہ دیکھیں کہ جیسے ہی اللہ کے نبیؐ نے حکم دیا۔ صحابہ کرامؓ نے کوئی بھی حیل و حُجّت نہیں کی اور نہ ہی کوئی بحث کی۔ سمعنا و اعنا کی بہترین مثال نظر آتی ہے۔

یہ غازی یہ تیرے پُر اسرار بندے۔ جنہیں تو نے بخشا ہے ذوقِ خدائی

پھر ایک اور زاویے سے دیکھیں کہ مکہ فتح ہو چکا تھا۔ لیکن صحابہ کرامؓ نے کوئی آواز بلند نہیں کی۔ جیسے ہی حکم آ گیا تو اُٹھ کر چل پڑے۔ گئے بھی کہاں جہاں واپسی کی اُمید نہیں۔

ان صحابہ کرامؓ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یہ کوئی اور نیکی نہ بھی کریں تو ان کو جنّت مل جائے گی۔ یہ اُن کا خلوص تھا۔ دین سے محبت تھی جس کی اللہ نے قدر کی۔

اپنا محاسبہ کریں!۔ ہم تو گھر سے نکل کر قرآن کلاس میں آنے کو ہی بڑا کام سمجھتے ہیں۔ بہت مصروف زندگی میں سے یہی کچھ گھنٹے لگا دیئے ہیں بس یہی کافی ہیں۔

پھر یہ دیکھیں کہ صحابہ کرامؓ اسی میں خوش تھے۔ مسکین شکل بنا کر نہیں پھرتے تھے۔ اسی کو اپنی کامیابی سمجھتے تھے کہ اللہ اُن سے دین کی خدمت کے کام لے رہا ہے۔ پھر بھی یہی فکر تھی کہ عمل قبول ہو جائیں۔

ایک ایسی جنگ بھی تھی کی جس میں صحابہ کرامؓ پیروں پر پٹیاں باندھ کر چلتے رہے۔ اُس جنگ کو چیتھڑوں والی جنگ کہتے ہیں۔ یا آج کل کی زبان میں پٹیوں والی جنگ۔ نہایت غربت اور کسمپرسی کی حالت میں جنگ کے لئے نکل گئے۔

پھر ایک اور زاویے سے دیکھیں کہ ابھی ہر قل جنگ کے لئے آیا نہیں تھا۔ صرف خبر سنی تھی کہ جنگ کے لئے آئے گا۔ اللہ کے نبیؐ نے حکم دیا تو کسی نے آگے سے کوئی بات نہیں کی۔ بس تیار ہو کر چل پڑے۔ نہ گرمی کا بہانہ، نہ کھڑی فصل کا، نہ سفر کے ذرائع نہ ہونے کا، نہ ہی بھوک کا اور نہ ہی پیاس کا۔ اَٹھارہ آدمیوں کے حصّے میں ایک اونٹ آیا تھا۔ اتنا پیدل چل کر گئے تھے۔

یہ تھیں ہمارے دین کی بنیادیں۔

آج ہم نے دین کے ساتھ کیسا سلوک کیا؟

اسی لئے ہمیں ہر جگہ سے مار پڑ رہی ہے۔ ہمارے دل میں دین سے محبت ہی نہیں۔ ہم صرف نماز روزہ ہی کافی سمجھتے ہیں۔

کیا میں خوشی خوشی جنگِ تبوک پر چلی جاتی؟

اپنے محاسبہ کریں۔ میری نیکیاں کیسی ہیں؟ لیکن پھر بھی یہ دیکھیں۔ اللہ ہمیں وہی جنت دے گا۔

آپ اللہ کی رحمت اور احسان کو اس طرح دیکھیں کہ صحابہ کرامؓ کی نیکیاں، اور ہماری کوششیں۔ لیکن اللہ ہمیں وہی جنت دے گا۔

آپ کوشش تو کریں۔ ہم آج بھی عملِ صالح اور دین کی خدمت کر کے وہی جنت الفردوس پاسکتے ہیں۔ انشاءاللہ

اللہ کے دین کی برکت ہمیں خوبصورت بنا دیتی ہے۔ دین ہمیں حسین بنا دیتا ہے۔ دل کی خوشی نصیب ہو جاتی ہے۔ جینے کا مقصد مل جاتا ہے۔

ایک بات سمجھ لیں کہ جو یہ کہتا ہے میں بڑی بڑی نیکیاں کروں گا وہ چھوٹی نیکیاں کھو دیتا ہے۔ آپ کوشش شروع کر دیں۔ اللہ آپ کو نیکیوں کے مواقع عطا کرے گا۔ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی ضائع نہ کریں۔ چھوٹی نیکیاں بڑی نیکیوں کا ذریعہ بنتی ہیں۔ پہلی سیڑھی پر قدم رکھیں پھر ہی دوسری سے تیسری اور دسویں سیڑھی تک پہنچیں گے۔

صحابہ کرامؓ اللہ کے حکم کے آگے سر جھکا دیتے تھے۔ علیؓ کا واقعہ یاد کریں جب ایک جنگ میں مشرک پر قابو پالیا۔ تو اُس نے علیؓ کے منہ پر تھوک دیا۔ علیؓ نے اُسے چھوڑ دیا۔ اور بولے کہ اب شائد تجھے میں اس غصّے سے قتل نہ کر دوں۔ اتنا وہ اللہ سے ڈرتے تھے۔

آج ہم نے ارادہ کرنا ہے کہ دین سے محبت کرنی ہے، دین کی خدمت کرنی ہے۔ چھوٹی سے چھوٹی نیکی کو بھی ضائع نہیں کرنا۔ اور آج جو میرے پاس ہے اُسی میں سے خرچ کرنا ہے۔ انشاءاللہ